بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

004-22: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:105-114)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں آیت نمبر 105 سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے:

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾ (النساء:105-106)

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ﴾: بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب یعنی قرآن مجید نازل کیا ہے۔

﴿بِالْحَقِّ﴾: حق کے ساتھ۔ ﴿لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ﴾: تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

﴿بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ﴾: جو اللہ تعالی نے آپ کو دکھا دیا ہے۔

﴿وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۝﴾: اور آپ نہ ہوں خیانت کرنے والے دغا بازوں کی طرف داری کرنے والے۔

﴿وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ...﴾: اور اللہ تعالی سے بخشش مانگیں مغفرت کی دعا کریں بے شک اللہ تعالی خوب مغفرت کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

ان آیات کریمہ میں اللہ جل شانہ اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے ایک خبر دے رہے ہیں کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب نازل کی ہے قرآن مجید ﴿بِالْحَقِّ﴾ (حق کے ساتھ)، اور بالحق میں یہ تین چار چیزیں شامل ہیں نوٹ کر لیں، ﴿بِالْحَقِّ﴾: یعنی:

1- سچی کتاب ہے۔

2- سچ کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔

3- اس میں تمام دنیا اور آخرت کی بھلائی موجود ہے۔

4- اور یہ محفوظ ہے شیاطین الانس اور جن سے، شیطانوں کے ردّوبدل سے تحریف سے بھی محفوظ ہے۔

﴿بِالْحَقِّ﴾: حق کے ساتھ نازل ہوئی ہے سے مراد سچی کتاب ہے، سچ کے ساتھ نازل ہوئی ہے، اس کتاب میں دین اور دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں موجود ہیں، کامیابیاں اسی کتاب سے جڑی ہوئی ہیں (تمام کامیابیاں)، اور یہ باطل سے پاک ہے اور تحریف کرنے والی شیاطین سے بھی پاک ہے چاہے شیاطین الانس ہوں یا جن ہوں اس لیے یہ حق کتاب ہے۔ اور حق لفظ جو ہے عام طور پر حق وہ ہے جو حقیقت کے مطابق ہے اور حقیقت وہ ہے جو اللہ تعالی کے حکم کے مطابق ہے، جو قرآن اور سنت کے مطابق ہے وہ حق ہے اور حقیقت پر قائم ہے۔

یہ کتاب حق کے ساتھ نازل ہوئی ہے:

﴿لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ﴾: تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے بیچ میں فیصلہ کریں اس عظیم کتاب جو شامل ہے اور جس میں:

﴿تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَيۡءٍ﴾ (النحل:89): جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر چیز کو بیان کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں۔

کامل اور شامل کتاب ہے اس میں تمام شریعت کے جو مسائل ہیں موجود ہیں دنیا اور آخرت کی بھلائی بھی موجود ہے اسی سے جڑی ہوئی ہے اور جب کوئی جھگڑا ہو کسی مسئلے میں اُس جھگڑے کا فیصلہ بھی اسی کتاب میں موجود ہے چاہے یہ جھگڑا معاملات کے تعلق سے ہو (جیسے فقہ کے درس میں گزر چکا ہے) چاہے یہ جھگڑا پوری شریعت کے متعلق ہو، چاہے عقائد کے مسائل ہوں چاہے عبادات کے مسائل میں ہو چاہے فقہی مسائل اور معاملات کے مسائل میں ہو یہ اس آیت کریمہ میں عام ہے۔

اور فقہ کے درس میں جو میں نے ابھی درس دیا ہے وہ فقہ کے تعلق سے ہے اور فقہ میں میں نے کیا بتائی ہیں تین چیزیں؟ کس میں فیصلہ کرتا ہے قاضی؟ اکثر جھگڑا کن تین چیزوں میں ہوتا ہے؟

(۱) خون میں (الدماء)۔ (۲) دوسرا عزت اور آبرو۔ (۳) اور تیسرا الأموال (مال)۔ یہ فقہی مسائل میں ہوتا ہے۔

اب شرعی مسائل میں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ حکم دے رہے ہیں وہ کیا ہے؟ تمام شریعت دنیا اور آخرت کے تعلق سے دین اور دنیا کے تعلق سے جو بھی فیصلے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کرتے ہیں۔

﴿بِمَآ أَرَىٰكَ اللّٰهُ﴾: جسے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھایا ہے یعنی سمجھایا ہے یعنی: "ليس بما رأيت أنت": اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی نہیں ہے یہ فیصلہ بھی کیسے ہوگا؟ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ۝٣ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ۝٤﴾ (النجم:3-4)۔

اور بعض فیصلے جو اللہ تعالیٰ کی وحی نازل نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت بھی کر دی ہے بشریت کا تقاضہ ہے جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے: "تم لوگ آپس میں جھگڑتے ہو پھر میرے پاس فیصلے کے لیے آتے ہو تم میں سے ایک شخص دوسرے پر اپنی زبان کی چاشنی اور انداز بیان میں غالب آجاتا ہے میں اُس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہوں جبکہ وہ ناحق آپ کا مال چھین لیتا ہے تو یہ اچھی طرح جان لو کہ جہنم کا ٹکڑا اپنے ساتھ لے کر جائے گا"۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جب وحی نازل نہیں ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی طرف سے فیصلہ کر دیتے ہیں (کیونکہ وحی معصوم ہے اُس میں خطاء کی گنجائش ذرّہ برابر بھی نہیں ہے) اگر کچھ فیصلوں سے لوگوں کے بیچ میں جھگڑے ہوتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ کر دیتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بَری ہیں نا اُس بندے نے جھوٹ بولا ہے جھوٹا دعویٰ کیا ہے جھوٹی قسم کھائی ہے کچھ بھی کیا ہے۔ تو قاضی فیصلہ کیسے کرتا ہے؟

حقائق کو دیکھ کر شواہد کو دیکھ کر بینات اور براہین کو دیکھ کر یا قرائن کو دیکھ کر فیصلہ کرتا ہے اب ایک شخص کی زبان میں چاشنی ہے اُس کا انداز بیان بہت تیز ہے اور جو صاحب حق ہے وہ بیچارا بول نہیں سکتا یا تو قاضی کو دیکھ کر دہل جاتا ہے ماحول کو دیکھ کر دہل جاتا ہے یا زبان اُس کی کام نہیں کرتی یا بیچارا ڈپریشن کا شکار ہوتا ہے اپنے حق کا مطالبہ صحیح طریقے سے نہیں کر سکتا یا وکیل جو ہے وہ جھوٹ بول کر ناحق فیصلہ کروا دیتا ہے تو آخر کوئی

وجہ بھی ہوا اگر کوئی شخص ناحق کسی پر ظلم کر کے اُس کا حق لے لیتا ہے تو گویا کہ وہ جہنم کا ٹکڑا اپنے ساتھ لے کر گیا ہے جہنم کے عذاب کا مستحق ہے۔﴿بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ﴾: میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہیں وحی نازل ہوتی ہے اور جس فیصلے میں وحی نازل ہو جائے اور فیصلہ ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اُس میں کوئی ردّوبدل کر بھی نہیں سکتا اور نہ ہی اُس میں غلطی کی ذرّہ برابر گنجائش ہو سکتی ہے۔ ﴿وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا﴾: اور خیانت کرنے والے دغابازوں کی آپ طرفداری نہ کریں اُن کی طرف سے جھگڑا نہ کریں اُن کی وکالت نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے جب حق بیان کر دیا ہے کہ فیصلہ حق کے مطابق کرنا ہے ناحق فیصلہ نہیں کرنا اور حق کے ساتھ فیصلے کا حکم دیا ہے اب جو ناحق چیزیں ہیں جو ظلم ہے اُس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبردار کیا کہ اس سے بچنا ہے یہ کام نہیں کرنا کیونکہ دغاباز بھی ہیں دھوکے باز بھی ہیں خیانت کرنے والے بھی ہیں جو اپنے نفس میں خیانت کرتے ہیں دوسرے پر خیانت بھی کرتے ہیں دغابازی سے دھوکادہی سے دوسروں کا حق بھی لے لیتے ہیں ناجائز حق جو ہے تو اُن کی طرف سے آپ کبھی جھگڑا نہ کرنا وکالت نہ کرنا۔

اور ان آیات کریمہ میں وکالت کے تعلق سے عظیم احکام اور مسائل ہیں، جو وکالت کا سسٹم آج چل رہا ہے ہمارے زمانے میں جبکہ بہت سارے قانون غیر شرعی ہیں بہت سارے ملکوں میں۔

اور جو سعودی عرب میں شریعت کے مطابق قانون ہے یہاں پر الحمد للہ اور فیصلے بھی شریعت کے مطابق ہوتے ہیں یہاں پر بھی وکالت کا سسٹم موجود ہے تو اس وکالت کا جو صحیح سسٹم ہے وہ کیا ہے اس کی بنیاد کیا ہے آج کے درس میں ان شاء اللہ میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم کتاب میں جس میں: ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾: ہر چیز کو بیان کیا گیا ہے اس میں بتائیں گے کہ کیسے بنیادی باتیں ہیں اور کس طریقے سے اس مسئلے کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔اس سے پہلے میں نے میڈیا کے تعلق سے بات کی تھی اسی سورۃ کی تفسیر میں دیکھ لیں غالباً آیت نمبر 83 بتا رہے ہیں نا اس میں دیکھیں کہ کس طریقے سے جو میڈیا ہے اس میں جو بنیادی بات ہے خبر کی تحقیق کرنا پھر اسے آگے پھیلانا بغیر تحقیق کے خبر کو کبھی بھی پھیلانا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں فتنے اور فساد کا اندیشہ ہوتا ہے اور شیطان کا یہ راستہ ہے کس طریقے سے اس کی تفصیل گزر چکی ہے اور آج کے درس میں وکالت کا جو سسٹم ہے اس پر ان شاء اللہ بات کرتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبردار کیا ہے کہ اُن کی طرف سے کبھی جھگڑا مت کریں جو دغاباز ہیں جو خیانت کرنے والے ہیں جو لوگوں کا ناحق مال کھانے والے ہیں اور اگر ایسا ممکن ہو (جبکہ آپ صلی علیہ وآلہ وسلم کبھی باطل پر کسی کی طرفداری نہیں کرتے نہ ہی ان کا ساتھ دیتے ہیں لیکن اگر کبھی ایسا خدشہ بھی ہو)﴿وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ﴾: اب اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں، ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾: بے شک اللہ تعالیٰ خوب مغفرت کرنے والا ہے بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اس میں بعض مفسرین نے ایک قصہ بیان کیا ہے اس قصے کی تفصیل کہ کیا نام ہے بندہ کیا ہے مختلف ہے لیکن قصہ حقیقی ہے کہ ایسا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جھگڑے سے یا غلط وکالت سے محفوظ کر دیا ہے، قصہ یہ ہوا کہ ایک شخص نے کسی کی

چوری کی ہے چوری کرنے کے بعد جو سامان اس نے چرایا ہے جب اسے اندیشہ ہوا کہ میں پکڑا جاؤں گا تو اس نے کسی اور شخص کے گھر کے سامنے رکھ دیا ہے اور خود گھر واپس آگیا ہے اور اپنے گھر والوں سے جو قبیلہ تھا کہا کہ میں نے چوری کی ہے اور میں نے سامان فلاں کے گھر میں رکھا ہے آپ جائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور میری برأت کا کہیں کہ میں بَری ہوں میں نے چوری نہیں کی چوری اس نے کی ہے جس کے گھر کے سامنے سامان رکھا ہے۔

قبیلے والے جاتے ہیں اُس کا دفاع کرنے کے لیے رات کو اپنی سرگوشی کرتے ہیں آپس میں فیصلہ کرتے ہیں، پورا قبیلہ آپس میں بیٹھتے ہیں، جو بڑے بڑے اُن کے لوگ ہوتے ہیں کہ اس نے ایسا کیا ہے اب یہ بندہ ہمارے قبیلے کا ہے ہمارا یہ بندہ بدنام ہو جائے گا تو اس کو ہم بچانے کے لیے یہی کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور قصہ پورا سناتے ہیں کہ جب ہمارے پاس مال ہی نہیں ہے تو ہمیں کیوں تہمت دی جارہی ہے تو جس کے پاس مال ہے وہی جرم دار ہے نا تو اس کو سزا ملنی چاہیے، چنانچہ وہ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل کر دیتا ہے، آپ دیکھیں گناہ جو ہے آگے تفصیل آئے گی تین قسم کے ہیں:

1-جب انسان گناہ کرتا ہے یا تو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے (الحمدللہ) یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے گناہ پسند نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو توفیق دیتا ہے توبہ ہو جاتی ہے۔

2-دوسرا شخص گناہ کرتا ہے توبہ نہیں کرتا بڑے خطرے میں ہے، اگر شرک اور کفر نہیں ہے (شرک اور کفر اس کی معافی کوئی نہیں ہے) شرک اور کفر کرنے کے علاوہ اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اللہ تعالیٰ چاہے اپنے فضل و کرم سے اسے معاف کردے اور چاہے تو عدل و انصاف کر کے اس کو سزا دے۔

3-تیسرا اس سے زیادہ خطرناک معاملہ کہ گناہ کر کے یا غلطی کر کے کسی اور پر تہمت لگا دے۔

یہ تین ہی ہیں نا تو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو کیسے بیان کیا ہے آیئے دیکھتے ہیں، اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ﴾ (النساء:107)

(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اُن لوگوں کی طرف سے نہ جھگڑیں اُن کی وکالت نہ کریں جو اپنے تئیں خیانت کرتے ہیں)

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝١٠٧﴾: بے شک اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا جو بڑی خیانت کرنے والا دغاباز گناہگار ہے۔

خائن نہیں فرمایا "خوّان" کیا فرق ہے؟ "خائن" اسم فاعل ہے کہ ایک مرتبہ۔ "خوّان" بار بار؛ ملٹیپل (Multiple) غلطی کی تکرار ہوئی۔

﴿اَثِيْمًا﴾: گناہگار۔

اس قصے میں کیا ہوا؟

(۱) چوری ہوئی (گناہ، خیانت، خائن)۔ (۲) پھر اس چوری سے توبہ نہیں کی (اور گناہ)۔

(۳) پھر اس چوری کی تہمت کسی اور پر لگا دی (دیکھیں خوّان کیوں ہے بتا رہا ہوں میں)۔

(۴) پھر اپنی قوم کو جا کر دفاع کے لیے کہا۔ (۵) قوم نے ساتھ دیا۔

(٦) قوم نے جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دفاع کرنے کی وکالت کرنے کی پھر جسارت کی۔

یہ کیا ہے خائن ہے یا خوّان ہے یہ جو ہوا ہے؟! خوّان ہے، ﴿اَثِیۡمًا﴾: گناہگار ہے۔

یہ کیوں ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿یَّسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ النَّاسِ﴾ (النساء:108)

(یہ لوگوں سے ڈرتے ہیں شرماتے ہیں (لوگوں سے چھپتے ہیں ڈرتے ہیں اور شرماتے ہیں))

﴿وَلَا یَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ اللّٰہِ﴾: اور اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپتے نہ ہی شرماتے ہیں۔

﴿وَهُوَ مَعَهُمۡ اِذۡ یُبَیِّتُوۡنَ مَا لَا یَرۡضٰی مِنَ الۡقَوۡلِ﴾: جبکہ اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جب وہ مشورہ کر رہے تھے رات کو سرگوشیاں کر رہے تھے اور وہ باتیں کر رہے تھے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے۔

کیا باتیں ہو رہی تھیں؟ کہ اُس شخص کا دفاع کریں جو ہماری قوم سے ہے جس نے چوری کی ہے۔

دیکھیں سبحان اللہ جبکہ اپنے علم سے اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے اپنی پکڑ سے بھی ساتھ ہے اللہ تعالیٰ چاہتا تو فوراً پکڑ لیتا وہاں پر، تو اللہ تعالیٰ اپنے علم سے اُن کے ساتھ ہے۔

﴿وَهُوَ مَعَهُمۡ اِذۡ یُبَیِّتُوۡنَ﴾: یُبیّت کہتے ہیں بیات کہتے ہیں رات میں کوئی کام کرنا (بیات رات کو کہتے ہیں)۔

﴿یُبَیِّتُوۡنَ﴾: سب مل کر جب وہ کچھ کام کر رہے تھے کیا کر رہے تھے؟ ﴿مَا لَا یَرۡضٰی مِنَ الۡقَوۡلِ﴾: جس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے اُس قول سے جو وہ کہہ رہے تھے رات کو اور اپنا منصوبہ بنا رہے تھے۔

﴿وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطًا ﴿۱۰۸﴾﴾: اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اُن سب کو محیط ہے۔

دیکھیں علیم کا لفظ نہیں ہے وہ تو اللہ تعالیٰ ساتھ ہے علم سے تو محیط اور علیم میں کیا فرق ہے؟ محیط میں علم سے بھی زیادہ معنی موجود ہیں کہ احاطے میں اُن کی پکڑ بھی ہو سکتی ہے سزا بھی ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے احاطے میں ہیں، علم تو علیم ہے نا خوب جاننے والا ہے۔

تو ﴿مُحِیۡطًا﴾: خوب احاطہ کرنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اللہ تعالیٰ کے علم سے وہ کبھی بچ نہیں سکتے۔

آگے دیکھیں پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلۡتُمۡ عَنۡهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۟ فَمَنۡ یُّجَادِلُ اللّٰہَ عَنۡهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اَمۡ مَّنۡ یَّکُوۡنُ عَلَیۡهِمۡ وَکِیۡلًا ﴿۱۰۹﴾﴾
(النساء:109)

﴿هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ...﴾: چلو تم لوگوں نے تو اُن کی طرفداری دنیا میں تو کر دی ہے (طرفداری کر کے وکالت کی ہے دنیا میں)۔

﴿فَمَنۡ یُّجَادِلُ اللّٰہَ عَنۡهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ﴾: تو قیامت کے دن اُن کی طرف سے کون وکالت کون جھگڑا کرے گا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں؟

﴿اَمۡ مَّنۡ یَّکُوۡنُ عَلَیۡهِمۡ وَکِیۡلًا ﴿۱۰۹﴾﴾: یا کون اُن کا وکیل ہو گا قیامت کے دن؟

کتنی خطرناک اور خوفناک ہے وعید دیکھیں! وکیل وکالت تو کرتا ہے دنیا میں چاہے رشوت لے نہ لے جس طریقے سے بھی یادوستی نبھائے غلط فیصلہ کروادیا ہے جبکہ سامنے قاضی نے دوسرے سے جھگڑا کرواکے بحث ومباحثہ کرکے جرح کرکے یہ ساراکام کرکے غلط فیصلہ سنادیا ہے دنیا میں تو اُس کو جو چاہتا تھا مل گیا ہے (مال، دولت، فیس، اُس کا نام، کبھی کیس ہارتا نہیں ہے بڑا وکیل ہے بڑا نام بڑا مشہور وغیرہ وغیرہ، یا کوئی دوست اُس کو حق مل گیا ہے یا اُس کا جو کلائنٹ تھا) دنیا میں جھگڑا کرکے دنیا میں سب کچھ کمالیا ہے جبکہ خالی ہاتھ دنیا سے جاؤ گے کچھ ساتھ لے کر نہیں جاؤ گے، اللہ کی قسم! کپڑے بھی یہ ساتھ نہیں جائیں گے۔ آپ ریال روپے کی بات کرتے ہیں نام دولت اور شہرت کی بات کرتے ہیں اللہ کی قسم! سب سے پہلے نام چھین لیا جائے گا کہتے ہیں لاش پڑی ہے جنازہ ہے کب اس کا جنازہ پڑھنا ہے کب دفن کرنا ہے، نام نہیں رہے گا، ٹائٹل تو دور کی بات ہے ڈاکٹر انجینئر پرفیسر صاحب، فلاں فلاں وکیل صاحب جج صاحب سب ختم، روح نکلنے کے بعد آپ کی کوئی حیثیت نہیں ہے کچھ بھی نہیں ہے، آپ کا نام چھین لیا جائے گا آپ کے کپڑے اتار لیے جائیں گے آپ کے ساتھ قبر میں آپ کا عمل ہوگا اور آپ ہوں گے کوئی چیز ساتھ نہیں جائے گی۔

قیامت کے دن روز محشر میں (دنیا میں تو کر لیا ہے) ربّ کی بارگاہ میں اب وکالت کرکے دکھاؤ نا اب بتاؤ کیا کیا تھا؟ پتہ ہے کیا ہوگا؟ جو مظلوم تھا دنیا میں وہ گریبان پکڑ کر آئے گا اُس شخص کا جس نے اُس پر ظلم کیا اس میں وکیل بھی شامل ہے، ہر وہ شخص شامل ہے جس نے اُس کی مدد کی ہے اُس کے ظلم پر اس مظلوم پر، گریبان پکڑ کر آئے گا اور کہے گا کہ اللہ تعالیٰ! میرا حق اس سے لے لو، جبکہ اُس کے پاس نیکیاں بھی ہوں گی۔

ظالم کے پاس نیکیاں بھی ہوں گی حدیث میں آیا ہے کہ نماز ہے صدقات ہیں اس کے پہاڑ ہوں گے روزہ بھی ہوگا سب کچھ ہوگا کہاں ہے زمین کا ٹکڑا کہاں ہے گھر کہاں ہے مال دولت جو اُس نے ہڑپ کی ہے ہے کچھ؟! سب دنیا میں چلا گیا مزے کوئی اور لوٹ رہے ہیں اُس کے وارث اُس کے بیوی بچے وہاں پر دنیا میں یہاں پر حساب کے لیے کون کھڑا ہے؟! یہ کھڑا ہے، دو اس کو حق۔ کہاں سے دوں؟ اس کی نیکیاں، وہ جو پہاڑ تھے نا نیکیوں والے وہ سب ختم ہو رہے ہیں اگر کچھ ہیں تو (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے) وہ نیکیاں اُس مظلوم کی طرف جارہی ہیں نیکیاں ختم! راضی ہو؟ نہیں میں راضی نہیں ہوں (مظلوم کہتا ہے کہ راضی نہیں ہوں میں)، کیا چاہیے؟ میرے گناہ اس کے سر پر ڈال دو۔

وہ گناہ اُس کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے: "ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ": پھر جہنم رسید کردیا جائے گا یہ شخص جو دنیا میں ظلم کرتا ہے یا ظلم کا ساتھ دیتا ہے۔ دنیا بھی گئی آخرت بھی گئی!

اس آیت میں دونوں کا تناظر دیکھیں: ﴿هَاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَاۤءِ جٰدَلۡتُمۡ عَنۡهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا﴾: دنیا میں تو جو تم نے جھگڑا کیا جدال کیا بحث ومباحثہ کیا وکالت کی تمہیں مل گیا ہے آخرت میں کیا ہوگا اُس دن سے تمہیں ڈر کیوں نہیں ہے؟! اصل پیغام یہ ہے کہ اس دن سے ڈرو جب فیصلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگا ظالم اور مظلوم آمنے سامنے ہوں گے اور مظلوم کا ہاتھ ظالم کے گریبان میں ہوگا اور وہ اس کی نیکیاں لے لے گا اور وہ جہنم رسید ہو جائے گا، مظلوم جنت میں چلا جائے گا اور ظالم جہنم رسید ہو جائے گا (نعوذ باللہ)۔

دنیا کی لذتیں دیکھ لیں کتنی ہیں اس میں سب شامل ہیں، نافرمان کو دیکھیں شہوت کی پیروی کرتے ہوئے شہوت کو پورا کرنے کے لیے زنا کرتا ہے شراب پیتا ہے سود کھاتا ہے وغیرہ وغیرہ مر گیا کیا ساتھ گیا؟ لذت ایک لمحے برابر کی تھی! جب انسان مر جاتا ہے یہ ستّر، اسّی سالہ سو سالہ

زندگی جتنی بھی ہے پتہ ہے کتنی لگتی ہے؟﴿يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ﴾ (المؤمنون:113): ارے ستّر اسّی سال ایک دن یا ایک دن سے کم یعنی چوبیس گھنٹے بھی نہیں لگتے لمحہ یوں گزر گیا ہے اور اس لمحے کے لیے ربّ سے جنگ کہ سود جیسا گناہ کر کے جنگ کرنی ہے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف، زناکاری ہے بدکاری ہے ظلم ہے کرپشن ہے ربّ کو ناراض کرنا ہے والدین سے بدسلوکی کرنی ہے رشتہ توڑنا ہے رشوت کھانی ہے حرام کھانا ہے شراب پینی ہے پڑوسی کو تکلیف دینی ہے قطع رحمی کرنی ہے کتنے گناہ کرو گے؟! غیبت ہے، چغلی خوری ہے وغیرہ وغیرہ، شرک ہے بدعات خرافات یہ سب کس لیے ہے؟! ساتھ کیا لے کر جاؤ گے؟!(إنا لله وإنا إليه راجعون)۔

اور پھر ایک تو ظالم ہے ایک ظالم کا دفاع کرنے والا ہے اور ظالم کے ظلم پر اسے آمادہ کرتے ہوئے مظلوم سے اُس کا حق چھیننے میں اس کا مددگار ہے سب ایک ساتھ ہیں!

اب دیکھیں پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا﴾ (النساء:110)(اور جو بُرا کام کرتا ہے)

﴿اَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ﴾: یا اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔﴿ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ﴾: پھر وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے۔

﴿يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۝١١٠﴾: تو اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت کرنے والا بڑا مہربان پائے گا۔

﴿غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا﴾: اللہ تعالیٰ کے دو نام ہیں اللہ تعالیٰ کی دو صفات ہیں جیسے پہلے بھی گزر چکا ہے اسماء وصفات کے باب میں اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں اور صفات الکمال ہیں ان تمام ناموں پر اور ان صفات کمال پر ہمارا ایمان ہے جن کا ذکر قرآن مجید اور صحیح حدیث میں ہے ہم ان تمام ناموں پر اور ان صفات کمال پر ایمان رکھتے ہیں بغیر تشبیہ کے بغیر تکییف کے بغیر تاویل (تحریف کے اور بغیر تعطیل کے کہ انکار نہیں کریں گے ہم۔

اس میں دیکھیں آپ میں نے کہا کہ گناہ کی تین قسمیں ہیں یہ کون سی قسم ہے؟ پہلی ہے جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے:

﴿يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا﴾: بُرا کام کرتا ہے یا نفس پر ظلم کرتا ہے پھر توبہ استغفار کرتا ہے (استغفار کر لیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ کو غفور رّحیم پائے گا: بڑی مغفرت کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو مغفرت طلب کرنا اور توبہ بہت پسند ہے۔

دیکھیں جب انسان گناہ کرتا ہے نا یا تو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے یا کسی اور پر ظلم کرتا ہے دونوں گناہ ہیں، پہلی صورت میں انسان اپنے نفس پر گناہ کر رہا ہے۔

﴿يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا﴾: عام ہے خصوصی طور پر جب اپنے نفس پر گناہ کرتا ہے کہ شراب پی لی ہے نفس پر گناہ کیا ہے کیونکہ مار دھاڑ مال چوری کرنا ڈکیتی کرنا قتل کرنا زنا کرنا یہ سب دوسروں پر ہے۔ اب نفس پر ظلم کیا ہے اس نے یا جیسے بدعات ہیں خرافات ہیں نفس پر ظلم کیا ہے شرک کرنا ہے نفس پر ظلم کیا ہے اور شرک ظلم عظیم ہے جب انسان نفس پر ظلم کرتا ہے اچھا نفس پر ظلم کیسے ہوتا ہے ظلم تو کسی اور پر ہوتا ہے نا؟ کبھی سوچا ہے نفس کے ساتھ ظلم کا لفظ کیوں ہے کسی کے پاس جواب ہے؟ ظلم ہمیشہ کسی اور پر ہوتا ہے نا نفس پر ظلم کس اعتبار سے ہوتا ہے ایک راز ہے اس میں۔ ظلم اس پر ہوتا ہے جس کا انسان مالک نہیں ہوتا انسان اپنے نفس کا مالک ہے کبھی سوچا ہے؟ میرے بھائی! انسان اپنے نفس کا مالک نہیں ہے

نفس امانت ہے ہمارے پاس اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک جگہ پر (صرف ایک جگہ پر) گیارہ قسمیں کھائی ہیں؛ پورے قرآن میں صرف ایک جگہ ہے گیارہ قسمیں کھانے کے بعد جواب القسم کیا ہے؟

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۙ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۭ﴾ (الشمس:9-10)

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۙ﴾ (سوائے اُس کے جس نے تزکیہ کیا ہے نفس کا(اسے پاک کیا ہے))﴿وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۭ﴾ (اور ناکام ہوا وہ جس نے اسے دبائے رکھا)۔ تو نفس پر ظلم نہیں کرنا اس لیے کیونکہ نفس کے ہم خود مالک نہیں ہیں نفس امانت ہے ہمارے پاس ہم نے نفس کو پاک کرنا ہے، نفس کو پاک کرنے کے لیے پوری شریعت ہے قرآن اور سنت ہے منہج السلف ہے، جس نے نفس کو دبائے رکھا ہے اسے پاک نہیں ہونے دیا ہے وہ جرم دار ہے، جس نے اسے پاک کیا ہے وہ کامیاب ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۙ﴾۔

اب یہ پہلا گناہ جو ہے انسان جو اپنے نفس پر کرتا ہے اور استغفار کی طرف اللہ تعالیٰ نے یہاں پر اسے آمادہ کیا ہے کہ استغفار کرے تاکہ اسے میں بخش دوں۔

استغفار میں ملتا کیا ہے آپ کو دیکھیں تین چار چیزیں نوٹ کر لیں آپ کہ اب گناہ ہو گیا ہے جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے اندر نقص اور عیب پیدا ہو جاتا ہے؛ کوئی گناہ کوئی نافرمانی جب انسان کرتا ہے تو ایمان کمزور ہوتا ہے تو گناہ کرتا ہے نا؟ مضبوط ایمان میں گناہ کیسے ہوتا ہے؟! ایمان کمزور نقص اور عیب تو ایمان کی کمزوری سے نقص اور عیب ہوتا ہے نا؟ نقص اور عیب ہو جاتا ہے، اس ایمان کی کمزوری کی وجہ سے توفیق میں کمی ہو جاتی ہے، توفیق میں کمی کی وجہ سے انسان کا آج کا دن حال جو ہے وہ بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے مستقبل بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے توفیق نہیں ہوتی نا!

جب انسان توبہ استغفار کر لیتا ہے کیا ہوتا ہے؟

جب اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے تو کیا ہوتا ہے:

1-سب سے پہلے گناہ معاف نافرمانی ختم۔

2-اس کا جو ایمان ہے مضبوط ہوا نقص اور عیب دور ہوا کہ نہیں؟

3-اس کی حالت آج جو حال ہے بہتر ہوا مستقبل بھی بہتر ہوا توفیق بھی واپس ہو گئی۔

4-جو پچھلے اعمال صالحہ تھے وہ بھی برقرار ہیں (سبحان اللہ)۔

دیکھیں ایک لفظ میں کتنی چیزیں ہیں: ''أَسْتَغْفِرُ اللهَ'' جب ہم کہتے ہیں ''وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ'' اور توبہ طلب ہم اپنے ربّ سے کرتے ہیں سچے دل سے اور توبہ کی شرطیں بھی پوری ہو جاتی ہیں تو اس سے صرف گناہ کا خاتمہ ہمیں نہیں ملتا کہ گناہ ختم ہو گیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تین چار چیزیں اور بھی ہوتی ہیں اور یہ تین چار چیزیں بونس میں ہیں پتہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے ہم نے اللہ تعالیٰ سے کیا چاہا ہے؟

''أَسْتَغْفِرُ اللهَ'': کہ گناہ معاف کر دے نا۔

تو اس گناہ کی معافی کے ساتھ پتہ ہے اور کیا چیزیں جڑی ہوئی ہیں:

(۱) آپ کا جو ایمان کم ہوا تو پھر وہ مضبوط ہو گیا۔ (۲) جو توفیق تھی نا اس گناہ سے پہلے وہ بھی واپس آگئی اور اس سے بہتر ہوئی۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کیوں پسند کرتا ہے توبہ کو؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر دینا چاہتا ہے (سبحان اللہ)۔

اچھا دوسرا دیکھیں یہ پہلا تھا نا گناہ دوسری قسم دیکھیں پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴾ (النساء:111)

یہ اسی کے تعلق سے ہے جو پہلی صورت ہے گناہ کی:

﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا﴾: اور جو گناہ کماتا ہے۔﴿فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ﴾: تو وہ پھر اپنی جان پر کماتا ہے (اس کے اس گناہ کا جو اثر ہے اس کی اپنی حد تک ہے اس کے نفس نے گناہ کمایا ہے)۔﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴾: اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے گناہ کو اس شخص سے جس سے اس گناہ کا تعلق ہے علم اور حکمت سے کیوں جوڑا ہے کبھی سوچا ہے؟

دیکھیں (سبحان اللہ، واللہ اعلم) اللہ تعالیٰ علیم ہے خوب جاننے والا ہے کہ جس شخص نے گناہ کیا ہے اب یہ توبہ کرتا ہے یا نہیں کرتا ہے اس کے دل میں تنگی ہوئی ہے نہیں ہوئی ہے، توبہ کی شرطیں پوری کر رہا ہے نہیں کر رہا ہے لیکن اگر اس کے دل میں یہ تنگی یا ندامت محسوس ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اَحکم الحاکمین ہے اس کی حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق دیتا ہے وہ تائب ہو جاتا ہے۔

اور جس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس شخص نے گناہ کیا ہے اب یہ توبہ نہیں کرنے والا یہ مزید گناہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُس شخص کو اپنے نفس کے حوالے کر دیتا ہے اُسے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اسے اللہ تعالیٰ چھوڑ دیتا ہے ہدایت نہیں دیتا۔

اس لیے "علیم اور حکیم":

(۱) حکیم میں حاکم بھی ہے اور بڑی حکمت والا بھی ہے۔

(۲) علیم میں خوب جاننے والا ہے اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دل کے اندر چھپے راز کو بھی جانتا ہے آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے۔

تو کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں جانتا کہ اس نے جو گناہ کیا ہے توبہ کرنے والا ہے کہ نہیں؟ خوب جانتا ہے کہ نہیں؟ خوب جانتا ہے اس لیے توبہ کرنے والا کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ توبہ کر لیتا ہے اور دوسرے کو جو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ توبہ نہیں کرے گا تو حکمت کا تقاضہ ہے کہ اس کو اپنے نفس کے حوالے کر دیتا ہے اور توبہ کی توفیق نہیں دیتا اسے (سبحان اللہ)، اور یہ دوسری صورت ہے۔

پہلی صورت میں تو انسان نے تو گناہ کیا ہے نفس پر توبہ کر لی ہے۔

دوسری صورت میں گناہ کیا ہے توبہ نہیں کی ہے تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کون توبہ کرے گا کون توبہ نہیں کرے گا اور جو توبہ نہیں کرے گا تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے جو بھی سزا اسے ملے گی، اور جو توبہ کرے گا اسے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے توبہ کرنے کی اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے وہ علیم اور حکیم ہے کہ اس نے توبہ کرنی ہے اسے توفیق دے دیتا ہے۔

تیسری صورت کون سی تھی؟ جب کوئی گناہ کر کے کسی اور پر تہمت لگائے، دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗئَةً اَوْ اِثْمًا﴾(النساء:112) (اور جو کوئی خطاء یا گناہ کو کماتا ہے)

اچھا﴿يَكْسِبْ﴾ کیوں ہے ؟ کیونکہ کسب میں انسان محنت کرتا ہے۔انسان جب روزگارِ زندگی میں روزگار کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو جدو جہد ہوتی ہے کہ نہیں؟ توکسب اسے کہتے ہیں کہ انسان جب گناہ کرتا ہے اس کے لیے بھی وہ سوچتا ہے۔جب چور چوری کرتا ہے ایسے ہی چوری کرتا ہے یا منصوبہ بناتا ہے؟! تو اس میں کسب ہوتا ہے اس میں حرکت ہوتی ہے اس میں محنت ہوتی ہے (سبحان اللہ)۔

﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً﴾: جس نے خطیئة کیے، خطیئة کے دو معنی ہیں:

1-ایک تو بڑا گناہ بھی بعض علماء نے کہا ہے بعض مفسرین نے۔

2-اور بعض نے کہا ہے کہ جب انسان سے کوئی خطاء ہو جاتی ہے جس سے وہ توبہ نہیں کرتا (خطاء ہو گئی ہے)۔

﴿اَوْ اِثْمًا﴾: بڑا گناہ۔﴿ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓــــًٔا﴾: پھر کسی بَری پر اس کی تہمت لگا دے۔

﴿فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿١١٢﴾﴾: تو یقیناً اُس نے اپنے اوپر بہت بڑا بہتان کھلا گناہ لادا ہے (﴿بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾: واضح اور کھلا گناہ جو ہے اس نے اٹھایا ہوا ہے اپنی کمر پر)۔

یہ کون سی صورت ہے؟ تیسری۔اور قصے میں کیا ہوا؟ کہ جس نے چوری نہیں کی اس پر تہمت لگا دی تو تینوں چیزیں آ گئی اس میں (سبحان اللہ)، اور میں نے کہا تیسری صورت سب سے خطرناک ہے! انسان گناہ کرتا ہے فوراً کیا کرنا چاہیے؟ توبہ؛ نہیں کی اپنی حد تک تھی چلو خود ذمہ دار ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ چاہے تو دنیا میں اسے توفیق دے اس کا آگے دیکھے اگر بندہ کوئی اس کے اندر دنیا میں تڑپ ہو سکتی ہے جیسا کہ میں نے کہا ہے جس شخص نے سو قتل کیے تھے اسے اللہ تعالیٰ نے پھر توفیق دے دی تھی توبہ کی لیکن اس سے بڑھ کر کیا ہے؟

جب کوئی شخص گناہ کرے کسی پر تہمت لگا دے: ﴿فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾: ایک تو اپنے گناہ کا بوجھ ہے نا اُس نے اٹھایا ہوا ہے اور جس پر تہمت لگائی ہے اب وہ گناہ بھی ہے اس کے اور گناہوں میں اضافہ ہو جائے گا!

اچھا جب کسی بَری پر تہمت لگتی ہے پتہ ہے کیا ہوتا ہے اُس میں کتنے گناہ ہیں؟! ﴿احْتَمَلَ بُهْتَانًا﴾ کیوں ہے اس میں پتہ ہے؟!

ایک گناہ ہے بس چوری کی سزا چوری ملے گی اسے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا بس یہی ہو گا؟! کتنے ہیں؟ جھوٹ، دھوکا، فریب نہیں! سب شامل ہیں کہ نہیں؟! سب الگ الگ گناہ ہیں کہ نہیں؟! الگ الگ کبیرہ گناہ ہیں کہ نہیں؟! الگ الگ ہیں۔پھر اس کی ناجائز تہمت بَری تھا الگ گناہ، اس کے بعد اس کو سزا اگر ملتی ہے تو جبکہ حدیث کے قصے میں ہے کہ سزا نہیں ملی ابھی بتاتا ہوں کہ کیسے ہوا، اس کے بعد اس کے نام کو بدنام کرنا ؛معاشرے میں فلاں چور ہے بات عام ہو جاتی ہے نہیں اگرچہ وہ بَری ہے اس بیچارے کا کوئی قصور ہی نہیں ہے۔

یہ سارے گناہ جو ہیں بہتان عظیم ہیں جو وہ شخص قیامت کے دن اس کا جوابدہ ہے، دنیا میں تو الگ بات ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو یہاں پر سزا دے دے کچھ، نہیں ملتی ہے سزا تو آخرت میں تو وہ بچ نہیں سکتا (سبحان اللہ)۔

آگے دیکھیں پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ﴾ (النساء:113)

(اور اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت آپ پر نہ ہوتی)

﴿لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ﴾: توان میں سے ایک گروہ یا ایک جماعت نے قصد کر لیا تھا کہ آپ کو گمراہ کر دیں یا بہکا دیں (نعوذ باللہ)۔

کون سا؟ وہی جو اس کے قوم والے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے کہا کہ فلاں نے چوری کی ہے (تہمت کسی اور پر لگادی)، تو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ کر لیا کہ ان کی طرف سے وکالت نہ کریں کیونکہ یہ باطل پر ہیں حق پر نہیں ہیں۔

﴿لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ﴾ "ھم": ھم کہتے ہیں ابتداء ہوتے ہی کوئی چیز کرنے کی کہ آپ کو گمراہ کر دیں صحیح فیصلہ کرنے سے یا حق فیصلہ کرنے سے۔

﴿وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ﴾: حقیقت یہ ہے کہ اپنے نفس پر گمراہی یعنی ڈال لیتے ہیں ور خود ہی گمراہ ہو جاتے ہیں۔

﴿وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ﴾: اور آپ کو کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

وہ کیوں؟ ﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾: شروع کہاں سے ہوئے تھے؟ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ﴾(النساء:105)، اور یہاں پر: ﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾: اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت کو نازل کیا ہے۔

کتاب قرآن مجید اور حکمت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، اور بعض علماء کہتے ہیں کہ کتاب قرآن مجید ہے اور حکمت قرآن مجید کی جو باقی مزید تشریحات ہیں قرآن مجید کی باقی جو سمجھ ہے وہ تمام اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی ہے، اور دونوں قول صحیح ہیں:

(۱) کتاب اور حکمت کتاب اور سنت ہے مفسرین نے یہ فرمایا ہے۔

(۲) اور اس میں کیونکہ سنت نے تشریح کی ہے نا قرآن مجید کی، بہترین تشریح سنت نے کی ہے حدیث نے کی ہے نا تو دونوں شامل ہیں۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہیں کتاب اور سنت وحی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر دیا ہے۔

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾: اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ تعلیم دی ہے جو آپ نہیں جانتے تھے۔

﴿وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾﴾: اور اللہ تعالیٰ کا فضل آپ پر بہت ہی عظیم ہے (بہت ہی عظیم فضل ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے کسی مخلوق پر نہیں کیا ہے، سب سے بڑا فضل اور کرم اللہ تعالیٰ کا اگر ہے اس کائنات پوری میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑا سب سے عظیم ہے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے: "خلیل اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

بعض لوگ محبوب کہتے ہیں محبوب سے بڑا سب سے بڑا درجہ کیا ہے؟ "الخلیل" اور بہت کم لوگ یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔

محبوب کہنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں حق تلفی ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کے حبیب بھی کہتے ہیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تو حبیب سے بڑھ کر جو لفظ ہے جو حق رکھتا ہے وہ ہے "خلیل" کیونکہ دو خلیل ہیں"

ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔ تو "خلۃ" سب سے بڑا درجہ ہے، محبت میں سب سے بڑا درجہ خلۃ کا ہے اور اس پر صرف دو قسم کے لوگ فائز ہیں جو عظیم انبیاء اور رسول ہیں "ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو خلیل الرحمٰن ہیں (علیہ الصلاۃ والسلام) سب سے بڑا فضل وکرم کیا ہے کس صورت میں ہے؟﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جتنی بھی خوبیاں ہیں تمام اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے "افضل الخلق اشرف المخلوقات اور سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام"، تو اس کتاب اور حکمت اس وحی اور اس عصمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ کر دیا ہے۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ غلط کیا تھا:﴿لَهَمَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ﴾: صرف ھم کیا تھا اور ھم سے کیا مراد ہے؟ یہ ابتداء ہوتی ہے کوئی چیز کرنے کی (نیت) کہ ابھی دور ہے۔

پتہ ہے نیت کیسے بنتی ہے؟ عمل سے۔ عمل کیسے ہوتا ہے؟

عمل میں پہلے نیت ہوتی ہے تو نیت سے پہلے کچھ اور چیزیں ہوتی ہیں:

(۱) سب سے پہلے ایک سوچ آتی ہے دماغ میں خطرہ ہوتا ہے جسے خطرات بھی کہتے ہیں ھم بھی کہتے ہیں۔

(۲) پھر وہ مزید مضبوط ہوتی ہے پھر کرتے کرتے وہ نیت کی طرح بنتی ہے۔ (۳) پھر انسان عمل کرتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:﴿لَهَمَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ﴾: اللہ تعالیٰ کا آج فضل نہ ہوتا تو جو وہ کوشش کر رہے تھے ایک سوچ آرہی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُس سے محفوظ کر دیا ہے (سبحان اللہ)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ کر دیا ہے لیکن جو ناحق فیصلے کرتے ہیں جو ناحق وکالت کرتے ہیں لوگوں کی اُن کا کیا ہوگا کیسے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچیں گے؟! کب تک ظالموں کا ساتھ دیتے رہیں گے؟! اس میں ایک اور چیز بھی یاد رکھیں:

(۱) اس میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں چاہے شریعت کے تعلق سے ہوں چاہے وہ خون یا عزت اور آبرو یا مال کے تعلق سے ہوں۔

(۲) جو انسان شرک کرتا ہے نفس پر ظلم کرتا ہے:﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳﴾ (لقمان:13): اس کی طرفداری کرنے والا اس کا دفاع کرنے والا بھی اس میں شامل ہیں پتہ ہے! کیونکہ اہل بدعت کی وکالت کرتے ہیں یہ بھی اس گناہ میں شامل ہیں کیونکہ سب سے بڑا جرم شرک ہے پھر بدعات مکفرۃ ہیں، جو اس وقت اُن کا دفاع کرتے ہیں اور ان کی وکالت کرتے ہیں شریعت کے انداز میں عدالتوں میں نہیں، ایک تو وہ وکیل ہے جس کی میں بات کر چکا ہوں اور ان سے بڑھ کر خطرے میں وہ لوگ ہیں جو ان کی وکالت کرتے ہیں جو شرک اور بدعات کرتے ہیں ان کا دفاع کرتے ہیں۔

ایک تو شرک کی طرف دعوت دیتے ہیں بدعت کی طرف دعوت دیتے ہیں معروف ہے کچھ لوگوں کا دفاع کرتے ہیں یعنی آپ نے کسی بدعتی کا ردّ کر دیا ہے کہ فلاں شخص سے یہ غلطی ہوئی ہے اس کی یہ دلیل ہے اس نے یہ بات یہاں پر کہی ہے کیا شرعی مطلب ہے کہ نہیں؟ کیا منہج السلف ہے کہ نہیں؟

منہج السلف میں سے ہے کہ اگر کوئی شخص سرعام غلطی کرتا ہے تو اس کا جواب بھی سرعام ہونا چاہیے تاکہ وہ شخص اس گناہ سے بچ جائے اگر وہ کسی خاص مجلس میں غلطی کرتا ہے تو خاص مجلس میں اس کو نصیحت کی جاتی واضح ہے؟

یہ منہج السلف ہے آپ دیکھ لیں کہ سلف نے کیسے ردّ کیا ہے، جہمیوں کا کیا ہے معتزلہ کا کیا ہے قدریہ کا کیا ہے اَشاعرۃ ماترید یہ اِن تمام کا رڈ کیا ہے نام لے کر بھی ردّ کیا ہے، اور آج دورحاضر میں بھی علماء ردّ کرتے آئے ہیں نام لے کر بھی ردّ کرتے آئے ہیں۔

جب آپ کسی کا رڈ کرتے ہیں بشرطیکہ انصاف ہو ادب کا دائرہ ہو حق بیانی ہو آپ نے حق بیان کر دیا ہے دلیل کی روشنی میں تو بعض لوگوں کو غلط فہمی لگی ہے کہ ایسے لوگ جو ہیں وہ حدادیہ میں شامل ہیں! بھئی حدادیہ تبدیع میں غلو کرنے والے ہیں یعنی کسی شخص میں جو بدعتی نہیں ہے اس کو بدعتی کہنا بغیر دلیل کے بغیر کسی ثبوت کے تہمت لگا کر اسے کہہ دینا کہ یہ بدعتی ہے جو دلیل کی روشنی میں بدعت یا کسی غلطی کو بیان کرتا ہے وہ حدادی کیسے ہے؟! علماء نے اس پر تفریق بیان کی ہے کہ جو دلیل کی روشنی میں ہو؛ تو اگر وہ حدادی ہیں تو پھر جتنے بھی ہیں جو دلیل کی روشنی میں ہیں! دلیل سے مراد کیا ہے؟ کہ کسی عالم سے کسی شخص سے کسی بدعتی سے یا کوئی بھی ہو اس نے اگر کوئی غلطی کی ہے تو غلطی کی نشاندہی کرنا الگ چیز ہے اور اُسے بدعتی کہنا الگ چیز ہے۔ اہل سنت میں سے کسی سے غلطی ہو جاتی ہے تو اس کو بدعتی نہیں کہتے اُس کے اصول سنت کے ہیں اگرچہ کوئی غلطی ہو بھی گئی ہے، خلاف منہج کوئی بات ہوئی ہے جبکہ اس کے اصول سنّی اصول ہیں منہج اس کا سلفی منہج ہے لیکن معصوم تو نہیں ہے نا کوئی پاؤں پھسل گیا ہے غلطی ہو گئی ہے تو غلطی کی نشاندہی اگر غلطی سرعام ہے تو سرعام ہو جاتی ہے غلطی کو ردّ کرنے کے لیے تاکہ عوام الناس اس غلطی سے بچ جائیں اور وہ شخص خود بھی اس غلطی سے توبہ کر لے، اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو تخفیف تو ہو جائے گی لوگوں کو پتہ تو چل گیا نا۔

ہاں! اگر اس شخص کی غلطی نہیں ہے اور بغیر ثبوت کے اس کی غلطی کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے تہمت لگائی ہے تو یہ تو غلط ہے! اس میں غلو کرنا تو حدادی ہونا ممکن ہے جو غلو کرنا ہے جو ایک شخص دلیل کی روشنی میں ادب کے دائرے میں رہ کر غلطی کی نشاندہی کرتا ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ حدادی ہے تو اس بیچارے کو پھر پتہ نہیں ہے کہ حدادیہ ہوتے کیا ہیں اس کو پتہ لگانا چاہیے کہ حدادی کون ہوتے ہیں۔

علماء نے اور شیخ ربیع نے خصوصی طور پر کس طریقے سے ان کو الگ الگ کیا ہے اور کس طریقے سے ان کے پردے کو فاش کیا ہے اور ثبوت کی روشنی میں انہوں نے باتیں بیان کی ہیں؛ لوگوں نے نہیں تو چھوڑنا اب علماء پر لوگوں نے کلام کیا ہے! حدادی وہ ہیں جو اہل حق اہل سنت علماء پر کلام کرتے ہیں اُن کی تبدیع کرتے ہیں چھوٹی سی غلطی کو بڑا کر کے دکھاتے ہیں اور بغیر ثبوت کے بات کرتے ہیں جبکہ آپ نے کوٹ (Quote) بھی کیا ہے ریکارڈنگ بھی سنائی ہے اور اس کا حوالہ بھی دیا ہے غلطی کی نشاندہی بھی کی ہے پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ حدادی ہیں! یہ بڑی ناانصافی ہے اور لوگوں کو اس کو سمجھنا چاہیے۔

الغرض، تو اللہ تعالیٰ کا فضل اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عظیم ہے اور اس فضل میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بَری کر دیا ہے اور محفوظ کر دیا ہے کہ غلط فیصلہ کبھی ہو تو غلطی فیصلے کا امکان ہی نہیں ہے اس اعتبار سے۔ جب اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے وکالت سے اور رات کو جو سرگوشی ہو رہی تھی اس قوم کی تو آگے دیکھیں کہ جو اچھی بات ہے اس کو کس طریقے

سے پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے پیارے انداز میں بیان کیا ہے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ سرگوشی کسی صورت میں کرنی نہیں ہے اور نہ خیر کی بات ہم نے کرنی ہے، کون سی بات کب کیسے کرنی ہے پھر اس کی نشاندہی کرنے کے لیے مزید وضاحت کی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ﴾ (النساء:114)

(اُن کی اکثر سرگوشیوں میں (نجویٰ کہتے ہیں سرگوشی میں جو الگ سے بات ہوتی ہے یا مشورہ جو الگ سے ہوتا ہے) کوئی بھلائی نہیں ہے کوئی خیر نہیں ہے)

﴿إِلَّا﴾: استثناء ہے۔ دیکھیں جب کچھ لوگ آپس میں بیٹھتے ہیں ناالگ بات کرتے ہیں اور دوسروں کو پتہ نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے جیسا کہ اُس قوم نے کیا: ﴿يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ﴾(النساء:108): رات کو جمع ہو گئے تھے تو کچھ منصوبے بنا رہے تھے؛ تو الگ بیٹھ کر اگر کوئی بات کرنی ہے تو نہ کرے بندہ، اِلَّا یہ کہ:

﴿إِلَّا﴾: استثناء دیکھیں: ﴿مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ﴾: جو صدقے کا حکم دے صدقے کی بات کرے۔

اور صدقہ عام لفظ ہے کہ صرف مالی صدقہ نہیں ہوتا اس میں علم بھی صدقہ ہے اس میں اللہ کا ذکر بھی صدقہ ہے تسبیح تکبیر جیسے حدیث میں آیا ہے، اُمر بالمعروف بھی صدقہ ہے نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے، یہ سب صدقات ہیں؛ تو صدقہ کیونکہ یہاں پر نکرہ ہے سب شامل ہے اس میں:

﴿إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ﴾: آپ آپس میں بیٹھتے ہیں مالی صدقے کی بات کرتے ہیں فقراء سے **اطعام الطعام** کی بات کرتے ہیں فقراء کی آپ خصوصی عنایت کی بات کرتے ہیں اہتمام کی بات کرتے ہیں کہ صدقات اور خیرات ہوں اچھی بات ہے۔

بھلائی کی بات ہے ناخیر ہے ناکریں، طلب علم کی مجلس ہے اس کی بات کرتے ہیں کیونکہ یہ بھی اس میں شامل ہیں، تسبیح اللہ کا ذکر کرتے ہیں یہ بھی اس میں شامل ہے یہ استثناء میں ہے: ﴿إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ﴾۔

﴿أَوْ مَعْرُوفٍ﴾: معروف بات: " ما تعارف عليه الناس في الخير": جو خیر اور بھلائی کی باتیں جو بھی ہم کرتے ہیں، جو شرعاً اور عقلاً بھلائی ہو اور خیر ہو اس کی آپ بات کرتے ہیں چاہے کوئی بات ہو وہ بھی اس میں شامل ہے۔

﴿أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾: یا لوگوں کے بیچ میں صلح کرنے کی آپ بات کرتے ہیں۔

آپ رات کو اکٹھے ہوتے ہیں دن میں اکٹھے ہوتے ہیں یار فلاں کا جھگڑا ہوا ہے کوئی تو صلح کرا دینی چاہیے آپس میں بھائی ہیں غلط فہمی کا شکار ہیں اچھی بات ہے، اگرچہ سرگوشی ہے الگ سے آپ بیٹھے ہیں الگ سے اپنی ایک مجلس سجائی ہوئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے تو بھلائی کے لیے ہے کہ نہیں؟ یہ بھی استثناء میں شامل ہے۔

﴿وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾﴾: اور جو یہ کرے یعنی یہ جو تین چیزیں ذکر کی ہیں اور اس کے ساتھ اور بھی جو بھلائی کے کام ہیں جو یہ کرے: ﴿ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ﴾: اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے: ﴿فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾: تو ہم عنقریب اسے بڑا ثواب دیں گے اُجر عظیم دیں گے۔

دنیا میں بھی اُجر ہو گا اس کی جو نیکیاں ہیں اُن کو مزید دگنا کر دیا جائے گا یا سات گنا یا دس گنا یا اس سے زیادہ کر دیا جائے گا اور آخرت میں اُجر عظیم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی جنت ہے۔

اس میں ایک بڑا پیارا پیغام ہے کیا ہے؟ "إخلاص النية لله": ﴿وَمَن يَفۡعَلۡ ذَٰلِكَ ٱبۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ ٱللَّهِ﴾: یہ کیا ہے؟ اللہ کی رضا کے لیے کیونکہ بھلائی کا کام جب انسان کرتا ہے تو شیطان خون میں دوڑتا ہے وسوسہ کرتا ہے کہ لوگ تو نہیں دیکھتے لوگوں کو دکھاؤ، تو ریاکاری ہو گئی کام برباد ہو گیا اکارت ہو گیا! تو إخلاص النية جو ہے یہ بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے خالصتاً کرنا ہے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے: ﴿ٱبۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ ٱللَّهِ﴾۔

اور متفق علیہ حدیث میں آیا ہے اسی پر میں بات ختم کرتا ہوں بڑی پیاری حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حدیث قدسی میں: "جب کوئی بندہ کسی بُرائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہتے ہیں کہ اسے مت لکھو (جب بُرائی کا ارادہ کرتا ہے کی نہیں ہے نیت کرتا ہے بُرائی کی اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے اسے مت لکھو) جب بُرائی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک بُرائی لکھو، اور جب کوئی بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فرشتوں سے کہ لکھو اسے، جب وہ نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے دس گنا لکھو"۔

اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھا ہے!

تو بُرائی کا ارادہ صرف ارادے کی حد تک ہے تو کوئی بات نہیں ہے اور بُرائی کرتے ہیں تو ایک گناہ لکھا جاتا ہے، نیکی کا ارادہ کرتے ہیں تو نیکی کا ارادہ الگ سے لکھا جاتا ہے ایک نیکی اور اس پر عمل ہوتا ہے تو دس گنا نیکیاں، عجب ہے انسان پر کہ اکائیاں دہائیاں پر غالب آ جاتی ہیں، ایسا ہے نا کہ ایک اکائیاں ہیں گناہ ایک لکھے جاتے ہیں اور نیکیاں ہیں جو دہائیوں میں لکھے جاتے ہیں (دس گنا دس گنا دس گنا) سزا کس کو ملے گی؟ جس کی اکائیاں ایک ایک لکھنے والے گناہ غالب آ جائیں گے دہائیوں پر جو دس دس لکھے جاتے ہیں کتنے بد بخت ہیں! (إنا للہ وإنا إلیہ راجعون)۔

اس سے بڑھ کر اور کیا بد بختی ہو گی اس انسان کی کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اتنا آسان راستہ دیا ہے جنت کا اور وہ جنت میں جانا نہیں چاہتا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

میری ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہو گی:

"إِلَّا مَنْ أَبَى" (سوائے اُن کے جو انکار کرتے ہیں)، صحابہ پریشان ہو گئے عرض کرتے ہیں: "وَمَنْ يَأْبَى يَا رَسُولَ اللهِ؟" (کون انکار کرتا ہے جنت میں جانے سے؟)، کیا فرمایا؟ "مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى" (اطاعت کرتا ہے فرمانبرداری کرتا ہے نیکی کرتا ہے (ایک نیکی نہیں دس نیکیاں ملیں گی)، جو نافرمانی کرتا ہے وہ جہنم میں جائے گا)۔ تو جنت کا راستہ آسان ہے میرے بھائیو! جہنم کا راستہ مشکل ہے اور ہم نے مشکل راستے کو آسان کر دیا ہے اپنے لیے (نعوذ باللہ) شہوات کی اتباع اور شبہات میں پڑنے سے اور جو نیکی کا راستہ جنت کا راستہ ہے جو آسان تھا ہم نے اس کو مشکل کر دیا ہے اپنے لیے اپنے ربّ کی نافرمانی سے جبکہ ہم نے کیا کرنا تھا؟ صرف: "مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ": آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنی ہے۔

اطاعت میں تھوڑی سی جدوجہد کی ضرورت ہے اخلاص النیۃ ہے اتباع السنۃ ہے یہ عام بات نہیں ہے، توفیق اُس کو ملتی ہے جو ایک قدم بڑھاتا ہے جو چاہتا ہے جو نیک ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو توفیق دیتا ہے۔ جس کا نہ ارادہ ہے نہ چاہت ہے اور نہ وہ عمل کرنا چاہتا ہے پھر وہی بات ہے کہ اللہ اس کو اپنے نفس کے حوالے کر دیتا ہے اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے (اِلَّا من رحم اللہ سبحانہ وتعالیٰ)، واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال اور جواب

سوال: جو قاضی ہے فیصلہ کرنے والا ایک ظالم ہے جس نے ظلم کیا ہے، دوسرا مظلوم ہے جس پر ظلم کیا گیا ہے۔ جب قاضی فیصلہ کرتا ہے اگر قاضی نے صحیح فیصلہ کیا ہے تو ظالم کو سزا سناتا ہے جب ظالم کو سزا ہوتی ہے ظالم کی طرف سے جو وکالت کرنے والا ہے قاضی جو اُس کو چھوڑ دیتا ہے کیوں؟

جواب: ملنی چاہیے واللہ! ملنی چاہیے لیکن نہیں دیتے یہ سسٹم کی خرابی ہے۔

میں یہی تو کہہ رہا ہوں کہ اصل فیصلہ جو ہے وہ کیا ہے فیصلہ؟ غیر شرعی فیصلہ ہے، شرعی فیصلے میں اگر ثابت ہو جائے کہ اگر وہ کہے کہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ اس نے ظلم کیا ہے میں نے تو شواہد کو دیکھ کر کیا ہے تو دیکھیں وکیل بڑے تیز ہوتے ہیں جان چھڑانے کے بڑے حربے ہوتے ہیں اُن کے پاس، یہ تو جھگڑا کر کے دکھا دیا اس نے آخرت میں کون جھگڑا کرے گا؟! جبکہ سچ بات ہے اگر قاضی جو ہے اس نے ظالم کو سزا سنا دی ہے تو اس پر بھی پھر کیس چلنا چاہیے الگ سے کہ اب اس پر بھی کیس کرو اس کو دیکھو کہ اس نے اس کا ساتھ کیوں دیا ہے، اگر اس کا جرم ثابت ہو جاتا ہے تو اس کو بھی سزا دے دے۔ دیکھیں سزا کا مستحق وہ بھی ہے جس نے غلط طرفداری کی ہے لیکن سسٹم ہمارا ایسا ہے کہ اس کو چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اس کا پیشہ ہی ایسا ہے، اس کے پیشے کو اوڑھنا کر کہتے ہیں کہ چلتا ہے۔ کہاں چلتا ہے؟! یہ سب دنیا میں چلتا ہے وہاں پر نہیں چلے گا یہ کہاں بچے گا بھئی! میں بتا رہا ہوں کہ جرم دار ہے اس کا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے ہم سب پر (واللہ اعلم)۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-22: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات: 105-114) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio